Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 02, April - June 2025, **PP**: 01-16
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

کوثر النبی از عبدالعزیز پرہاروی میں مباحثِ حدیث: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Ḥadīth Discourse in Kawthar al-Nabī by ‘Abdul ‘Azīz Parhārwī

1. Muhammad Irfan Raza irfanraza4126@gmail.com	*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.*
2. Dr. Yasir Arfat yasirawan@gcuf.edu.pk	*Chairman / Associate Professor, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.*

How to Cite: Muhammad Irfan Raza and Dr. Yasir Arfat. 2025: “An Analytical Study of Ḥadīth Discourse in Kawthar al-Nabī by ‘Abdul ‘Azīz Parhārwī”. Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (02): 01-16.

Article History: **Received**: 20-04-2025 | **Accepted**: 15-05-2025 | **Published**: 25-06-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

کوثرالنبی از عبدالعزیز پرہاروی میں مباحثِ حدیث: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Ḥadīth Discourse in Kawthar al-Nabī by ʻAbdul ʻAzīz Parhārwī

1. **Muhammad Irfan Raza**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.
irfanraza4126@gmail.com

2. **Dr. Yasir Arfat**
Chairman / Associate Professor,
Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.
yasirawan@gcuf.edu.pk

Abstract

The current research paper is an analytical description of the ḥadīth-related literature in Kawthar al-Nabī, a valuable but neglected composition of the 13th-century Indian sage, ʻAllāma ʻAbdul ʻAzīz Parhārwī. A multi-faceted scholar and prolific writer, Parharwi composed many books in Arabic and Persian on sundry topics. Kawthar al-Nabī betrays his intense study of Ḥadīth sciences, which had over seventy branches of ḥadīth-related studies. The paper comments on the methodology, organization, and book material of Kawthar al-Nabī, tracing Parharwi's approach to ḥadīth vocabulary, rules of *Jarḥ wa Ta'dīl* (evaluation of narrators for praise and condemnation), forged traditions, and legal deduction from ḥadīth (Fiqh al- ḥadīth). It discerns Parharwi's critical examination of his forebears, his advocacy of the Ḥanafī school, and his stress on strict transmission. The paper also surveys the different manuscripts of Kawthar al-Nabī, consisting of their contents, condition, and published state. The paper speculates that Kawthar al-Nabī is one of the most systematic and inclusive ḥadīth manuals written in South Asia, but is ill-researched. The study seeks to illuminate Parharwi's scholarly contribution and reinvigoration interest in his contributions to ḥadīth literature.

Keywords: *Ḥadīth, Kawthar al-Nabī, Sub-Continent, Ḥadīth Sciences, Literature.*

تمہید و تعارف

دینِ اسلام کی حفاظت اور ترویج واشاعت میں اللہ تعالیٰ نے بعدِ انبیاء علیہم السلام مختلف ادوار میں اس خطہ سرزمین پر ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جن کے حافظہ کی خداداد صلاحیتیں آج بھی زبان زدِ عام ہیں۔ انہوں نے قرآن وسنت کی حفاظت وخدمت کو اپنا متاعِ کل سمجھا، اپنی محنت وجہدِ مسلسل سے احکام دینیہ کو امت تک پہنچاتے رہے۔ برصغیر میں علمِ حدیث کی خدمات میں نمایاں کردار شیخ حسن بن محمد صنعانی، علامہ علاء الدین علی متقی برہان پوری، علامہ محمد بن طاہر پٹنی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خانوادہ کا رہا ہے۔

انہی اکابر ہستیوں میں عمدۃ المتکلمین شیخ ابوعبدالرحمن عبدالعزیز بن احمد بن حامد پرہاروی کا نام بھی آتا ہے۔ آپ تیرہویں صدی کے ایک عظیم مفسر، محدث، متکلم، مناظر، نقاد، شاعر، فلسفی، طبیب اور معاصرین پر جملہ علوم وفنون میں فوقیت رکھتے تھے۔ علوم عقلیہ ہوں یا نقلیہ آپ کی تصانیف تقریباً ہر علم وفن میں موجود ہیں بلکہ ایسے علوم پر بھی آپ نے کتب لکھیں جن علوم کے نام تک دور جدید کے محققین آگاہ نہیں۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی کا دعویٰ ہے کہ انہیں دوسوستر (270) علوم الہام کیے گئے ہیں جن کا ذکر آپ نے

اپنے اس مناظرے میں کیا جو کوثر النبی مطبوع کے آخر میں مکتبہ امدادیہ ملتان سے شائع ہے۔[1] ڈاکٹر شریف سیالوی نے علامہ پرہاروی کی کتاب "الیاقوت" میں ان تمام علوم کی مبادیات سے لے کر منتہی تک تفصیلات بیان کی ہیں۔ علامہ پرہاروی کا تبحر علمی دیکھ کر آج کی علمی دنیا انگشت بدنداں ہے۔ علامہ پرہاوری اپنی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

فان لنا مؤلفات کثیرۃ فیما ذکرنا، و لکن لم نجد من یفهمها فضلا عن من یستحسنها۔[2]

علامہ پرہاروی کے اس دعویٰ کی تائید و توثیق وقت کے کبار علماء و نامور محققین نے بھی کی اور ان کے علمی و فکری رجحانات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ علامہ غلام مہر علی "الیواقیت المہریہ" میں لکھتے ہیں کہ علامہ پرہاروی نے ایسی کتابیں لکھیں کہ متقدمین و متاخرین سے سبقت لے گئے۔[3] علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

حضرت علامہ ظاہری و باطنی علوم میں یگانہ روزگار تھے، علم و فضل کی بدولت اغنیاء و اہل دنیا کو خاطر میں نہ لاتے تھے جبکہ فقراء و مساکین کا علاج بالکل مفت کیا کرتے تھے، کاش تاریخ کا کوئی محقق اس نادرروزگار شخصیت پر ریسرچ کرتا اور ان کی علمی جلالت کو آشکار کرتا تو بڑے بڑے اسکالر ان کے سامنے بونے نظر آتے۔[4]

پروفیسر ڈاکٹر شفقت اللہ علامہ پرہاروی کی علم حدیث پر مہارت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ علامہ کو علوم الحدیث میں نظر عمیق حاصل تھا، حدیثی مباحث میں اپنا مقام رکھتے تھے، کثیر المطالعہ تھے، علامہ علم حدیث میں بہت زیادہ مشغولیت رکھتے تھے حتی کہ معاصرین کی حدیث میں عدم توجہی پر بہت شکوہ کیا ہے اور ان کی توجہ اس جانب مبذول کی۔ علامہ پرہاروی کی حدیث پر تصنیف "کوثر النبی" کے بارے میں ڈاکٹر شفقت اللہ کے یہ الفاظ نہایت اہمیت کے حامل ہیں جو علامہ عبد العزیز پرہاروی کی علوم الحدیث میں تفوّق علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں:

هذاالکتاب من افضل الکتب التی الفت عن الحدیث لا فی شبه القارۃفحسب فی العالم الاسلامی کله[5]

یہ کتاب نہ صرف برصغیر بلکہ عالمِ اسلام میں علومِ حدیث میں لکھی گئی کتب میں سب سے افضل ہے۔

آپ کثیر التصانیف شخصیت ہیں۔ علامہ پرہاروی کی کتب کی تعداد محققین نے سینکڑوں میں بیان کی ہے لیکن ان کی چند تصانیف مطبوعہ اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ غیر مطبوعہ میں بھی بعض مخطوطات تک رسائی ملتی ہے بعض مفقود ہیں۔

علامہ پرہاروی کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے نہایت کم عمر پائی۔ آپ کی عمر صرف تیس یا تینتیس سال تھی۔ آپ کا انتقال 1239ھ میں ہوا۔ مولانا محمد برخوردار بن مولوی عبد الرحیم ملتانی جو علامہ پرہاروی کی کتاب نبراس کے محشی بھی ہیں، کے مطابق علامہ پرہاروی نے یہ کتاب نبراس 1239 ہجری میں لکھی جس کے بعد کچھ عرصہ وہ زندہ رہے۔[6] اس سے آپ کے سن وفات کا پتہ چلتا ہے۔

کوثر النبی: تعارف اور بنیادی خدوخال

علامہ عبد العزیز پرہاروی نے یہ کتاب علوم الحدیث پر لکھی جو تاحال مکمل مطبوع نہیں۔ اس کتاب کے نام محققین نے مختلف بیان کئے ہیں شاید اس کی وجہ اس کے مخطوطات پر مختلف ناموں کا درج ہونا ہے جن میں سے معروف نام یہ ہیں:

- کوثر النبی فی اصول الحدیث۔
- کوثر النبی فی علوم الحدیث۔
- کوثر النبی فی اصول الحدیث النبوی۔

جبکہ اس کا درست اور مکمل نام "کوثرالنبی و زلال حوضہ الروی" ہے علامہ عبدالعزیز پرہاروی اسی کتاب کے خطبہ میں لکھتے ہیں:

امابعد فہذا کوثرالنبی وزلال حوضہ الروی اطیب من المسک الازفر واحلی من العسل[7]

حمد وصلوۃ کے بعد پس یہ نبی ﷺ کا کوثر یعنی خیر کثیر اوران کے سیر اب کرنے والے حوض کا ٹھنڈا صاف اور شیریں پانی جو مشک خوشبو سے پاکیزہ اور شہد سے میٹھا ہے۔

وجہ تالیف

اس کتاب کی نسبت علامہ پرہاروی کی طرف یقینی ہے، علامہ پرہاروی پر اب تک جتنے محققین نے کام کیا ہے سب نے اس کا ذکر کیا ہے بلکہ علامہ پرہاروی نے خود اس کا ذکر اپنی کئی کتب میں فرمایا ہے جس سے ایقان واذعان مزید ہو جاتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں علماء کے اس فن سے بے اعتنائی کی وجہ سے اور اس فن کے آثار کی بقاء و حفاظت کے لیے اس کتاب کو تالیف کیا۔ آپ خطبے کے بعد فرماتے ہیں:

والی اللہ المشتکی من المعاصرین و من علمائہم المتعصبین القاصرین إتخذوا علم الحدیث ظہریا و نبذوا التخریج نسیا منسیا[8]

اللہ پاک کی بار گاہ میں شکایت کر تاہوں ان معاصرین علماء اور ان میں جو کم علم اور متعصب لوگ ہیں ان کی جنہوں نے علم حدیث کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا اور تخریج کو یوں نظر انداز کر دیا جیسے یہ کوئی قابل قدر چیز ہی نہ ہو۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس علم کے آثار کو مٹتے ہوئے اور اس کی علامات کو بے آباد اور اُجڑتے ہوئے دیکھا تو میں نے ارادہ کیا کہ اللہ جلّ جلالہ کی مدد سے میں اس کے سایۂ رحمت کی تجدید کروں۔[9]

کوثر النبی کے نسخوں کا تعارف:

علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے اسے کتنے حصوں یا جلدوں میں تصنیف کیا؟ اس کی وضاحت مصنف کی جانب سے کتاب میں نہیں ملتی کیونکہ کتاب کے آغاز میں مقدمہ یا خطبہ میں یہ وضاحت شامل نہیں۔ البتہ مختلف کاتبین و مرتبین نے اسے مختلف حصوں میں تقسیم کیا کوثر النبی کتاب کے بعض مخطوط پانچ اور کچھ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ جناب متین کاشمیری نے لکھا ہے کہ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔[10] راقم کو اس کے کئی نسخوں تک رسائی ملی بعض مخطوط اچھے انداز میں مکتوب ہیں قابلِ قراءت ہے جبکہ کچھ مخطوطات کا خط نہایت شکستہ ہے، کہیں کہیں بیاض ہے بعض نسخے مکمل اور بعض نامکمل ہیں۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی کی اس تصنیف کے مخطوطات کا تعارف درج ذیل ہے:

پہلا نسخہ

یہ نسخہ راقم کو اجمیری کتب خانہ ملتان سے حاصل ہوا جن سے یہ نسخہ ملاوہ موصوف غلام محمد نظامی صاحب ملتان کی عظیم دینی درسگاہ انوار العلوم کے فاضل ہیں۔ محلہ قدیر آباد میں ان کے گھر ہی میں ملاقات ہوئی، کئی مخطوطات ان کے پاس موجود ہیں۔ اس نسخہ کے 5 اجزاء ہیں، اس کے کاتب امیر محمد ہیں جنہوں نے اسے 1278ھ میں اسے مکمل کیا اور یہی تحریر پانچویں جز کی آخری لائن میں لکھی ہے۔[11] ان اجزاء کی تفصیل درج ذیل ہے:

- **جزاوّل:** اس حصہ میں مصطلحات حدیثیہ اور جرح وتعدیل کی شرعی حیثیت پر علامہ پرہاروی نے گفتگو کی ہے۔

- **جزثانی:** اس میں جرح وتعدیل سے آغاز ہوتا ہے۔ فنِ معرفتِ موضوعات کی مباحث، اسبابِ وضع حدیث، احادیث موضوعہ کے طرقِ معرفت، اسباب ورود الحدیث اور تعارفِ کتبِ موضوعات کے علاوہ حروف تہجی کے اعتبار سے اس حصہ میں "حرف الف" سے ابدال کے متعلق احادیث شروع ہوتی ہے اور اختتام "حرف دال" سے دعاء حفظ القرآن کی احادیث پر ہوتا ہے۔
- **جزثالث:** یہ جز صرف 41 صفحات پر مشتمل ہے اس میں بھی "حرف دال" سے دعاء استفتاح کی احادیث سے لے کر "حرف شین" سے شطرنج کی احادیث تک علامہ پرہاروی نے مختلف احادیث پر باعتبار اصول حدیث گفتگو کی۔
- **جزرابع:** یہ جز 90 صفحات پر مشتمل ہے اس میں "حرف شین" سے شعر کے متعلق احادیث سے لے کر "حرف عین" "عنب" کے متعلق احادیث درج ہیں، ان پر علامہ پرہاروی نے اصول حدیث کی روشنی میں بہترین محاکمہ فرمایا ہے۔
- **جزخامس:** یہ 99 صفحات پر مشتمل جس میں 67 صفحہ تک حرف یاء سے یتیم ویعقوب کے متعلق احادیث درج کر کے تحکیم کی گئی ہے۔

راقم کی رائے میں یہ پانچ حصوں کی تقسیم کاری شاید غلام محمد نظامی ملتانی صاحب کی وضع کردہ ہے۔ ہر جزء کا اختتام کسی فنی یا اصولی بحث پر نہیں بلکہ حصہ اول کی آخری سطر میں "فصل" کے الفاظ کے ساتھ اختتام ہوتا ہے اور حصہ دوم میں "الثانی فی الجرح والتعدیل" سے آغاز ہو رہا ہے۔ اس سے اس تقسیم کے بے ربط وغیر ضروری ہونے کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مکمل کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی مباحث صرف تین حصص یا اجزاء ہی کی متقاضی ہیں کیونکہ اس میں مصطلحات حدیث، احادیث موضوعات ومشہورہ کی تحکیم اور اسماء الرجال کے اعتبار سے گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرا نسخہ

یہ نسخہ 288 صفحات پر مشتمل ہے، ابتداء سے تقریباً اصطلاحات کا کچھ حصہ ناپید ہے صفحہ 16 سے اس کا آغاز "قول حکمی" کی مباحث سے ہوتا ہے اس کے آخر میں رواۃ کا ذکر بھی نہیں ہے یعنی اول وآخر جانبین سے نامکمل ہے یہ نسخہ سندھ انفارمیشن اینڈ آرکائیو کلفٹن کراچی سے دستیاب ہوا، اس کا ایک نسخہ راقم کے پاس بھی موجود ہے۔

تیسرا نسخہ

یہ نسخہ ادارہ جمعیت اشاعت اہل سنت کراچی پاکستان سے موصول ہوا جو کہ 400 صفحات پر مشتمل ہے اس میں مباحث مصطلحات اور فنِ موضوعات کا ذکر ہے، اسماء الرجال کی بحث اس میں مذکور نہیں ہے، اس نسخہ میں مباحث موضوعات میں کئی مقامات پر عمدہ حواشی درج ہیں جن کے آخر میں "محمد سعد اللہ عفی عنہ" مذکور ہے۔

چوتھا نسخہ

اس نسخہ کے 684 صفحات ہیں ہر صفحہ پر بیس سطور درج ہیں۔ یہ نسخہ بہت اچھے انداز میں مرتب کیا گیا ہے تقریباً پڑھا جاسکتا ہے سوائے چند ایک مقامات کے۔ اس نسخہ کی کتابت خط نسخ میں کی گئی ہے جسے بنو عباس کے نامور خلیفہ المقتدر باللہ کے دور میں ابن مقلہ شیرازی نے اسے عدم سے وجود بخشا اور یہ شخص عباسی دور میں وزارت کے عہدہ پر بھی فائز رہا ہے۔ یہ نسخہ ذوالقعدہ 1324 میں لکھا گیا یہی مخطوط پر درج ہے، اس کے کاتب قمر الدین کے صاحبزادے جناب مولوی عبد الرسول ہیں۔ یہ نسخہ پہلے نسخہ سے کافی مماثلت و مطابقت رکھتا ہے ان میں بہت کم اغلاط ہیں جبکہ دیگر مخطوطات مملوء الخطاء ہیں۔

مطبوع جز کا تعارف

علامہ عبد العزیز پرہاروی کی کتاب کوثر النبی تاحال مکمل مطبوع نہیں ہے اس کا صرف جز اول مکتبہ قاسمیہ چوک فوارہ ملتان سے مطبوع ہے جس میں انہوں نے 1383 ہجری میں مصطلحات حدیث تک شائع کیا جو کہ تقریباً 150 صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر بعد میں اسی نسخہ کو مکتبہ امدادیہ ملتان نے 179 صفحات میں شائع کیا اصل کتاب تو 167 صفحات تک ہے اس کے آخر میں علامہ پرہاروی کا شیخ احمد ڈیروی سے جو مناظرہ ہوا تھا 22 صفحات پر مشتمل اس کی روداد لکھی ہوئی ہے۔ اس کی مباحث کے مطالعہ سے علامہ پرہاروی کے علوم عقلیہ و نقلیہ پر مہارت تامہ کا ثبوت ملتا ہے۔

کوثر النبی پر ہونے والے سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

محترم جناب عتیق الرحمن نے پروفیسر ڈاکٹر شفقت اللہ کی زیر نگرانی علامہ عبد العزیز پرہاروی کی کتاب "کوثر النبی وزلال حوضہ الروی" کے جز اوّل کے مخطوطہ کی تحقیق کر کے 2018ء میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ایم فل کا مقالہ پیش کیا۔ اسی طرح منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹر مسعود صاحب کی سرپرستی میں تین طلبہ سید افتخار، نواز ظفر اور شمع ناز، نے اس پر ایم فل کی ڈگری حاصل کی، اس کی تخریج و تحقیق کی مگر تینوں مقالات میں مباحث حدیث کا جائزہ نہیں لیا گیا اور نہ ہی علامہ کی علوم الحدیث پر مہارت کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ کراچی میں دعوت اسلامی کے اسلامک ریسرچ سنٹر (المدینۃ العلمیۃ) میں مفتی حسان عطاری صاحب کی زیر پرستی اس کے مخطوطات پر تحقیق و تخریج کا کام شروع کیا گیا ہے اسی طرح اس کے ترجمہ کا آغاز علامہ عبد الواحد کبیری نے حاضری روضہ رسول ﷺ کے موقع پر کیا۔ اللہ کرے جلد یہ منظر عام پر آجائیں تاکہ علامہ پرہاروی کے فن حدیث پر مہارتوں کا مطالعہ واستفادہ کیا جاسکے۔

کوثر النبی کا اسلوب و منہج

علامہ عبد العزیز پرہاروی کی تصانیف میں سے کوثر النبی اہم ترین تصنیف ہے، علوم الحدیث پر لکھی جانے والی کتب میں اہم اضافہ ہے جس میں علامہ پرہاروی نے قرآن، حدیث، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ائمہ حدیث کی آراء اور نقد کو نقل کیا ہے۔ یہ تصنیف علم الحدیث کی ہزاروں جزئیات پر محیط ہے۔ علامہ پرہاروی نے نہ صرف اصطلاحات حدیث کو ذکر کیا بلکہ اس میں متقدمین ومتاخرین کی آراء واقوال پر شاندار تبصرہ کیا اور کئی مقامات پر اپنی رائے کا اظہار "قلتُ" کے ذریعے کیا اور اصطلاحات حدیث کی امثلہ میں فقہ حنفیہ کی کئی مقامات پر رعایت کرتے نظر آتے ہیں۔ راقم کی رائے کے مطابق برصغیر میں علوم الحدیث پر ایسی جامع کتاب آپ سے پہلے نہیں لکھی گئی، اگرچہ چند ایک رسائل یا کتب ضرور ملتی ہیں مگر یا تو وہ صرف مصطلحات حدیث پر مشتمل تھیں یا علوم الحدیث کی چند ایک نوع کو زیر بحث لایا گیا جبکہ علامہ پرہاروی اپنی اس کتاب میں علوم الحدیث کی اکثر انواع کو زیر بحث لائے ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت وعلمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے طریقہ تصنیف میں یہ بھی شامل تھا کہ آپ متقدمین و قریب معاصر ائمہ کی لکھی گئی کتب سے بھی استفادہ فرماتے تھے، بعض کتب جو مترجم تھی آپ اس سے استفادہ کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے تھے، اکتاہٹ محسوس کرتے، بلکہ اصل متن یا کتاب سے نقل یا استفادہ کو پسند کرتے تھے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ عام طور پر ترجمہ کی رعایت احادیث کریمہ کو بلاغی پہلوؤں سے خارج کر دیتی ہے اور ترجمہ میں عموماً کمی بیشی ہو جاتی ہے، جو عبارت کا حسن ہے مگر میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔ چنانچہ آپ کوثر النبی ہی میں ایک مقام پر علامہ عبد الحق محدث دہلوی کی شرح کے متعلق اسی طرح کی گفتگو فرماتے ہیں جس کی تفصیل کتاب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔[12]

علامہ عبد العزیز پرہاروی کا جس خطہ سے تعلق ہے وہاں کی زبان عربی یا فارسی نہیں تھی لیکن علامہ پرہاروی کی تمام کتب انہی دو زبانوں میں ملتی ہیں۔ آپ نے اکثر کتب عربی زبان ہی میں تصنیف کیں۔ چند ایک فارسی میں ہیں یقیناً اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کی زبان کا عربی ہونا ہے اور اسلامی مصادر بھی تمام اسی زبان میں موجود ہیں۔ آپ نے کوثر النبی کتاب بھی عربی زبان میں تصنیف کی۔ آپ کی تحریر نہایت سہل اور عام فہم ہے کہ عربی کی بنیادی سمجھ بوجھ رکھنے والا اسے سمجھ سکتا ہے۔ آپ کی جتنی بھی تصانیف مختلف علوم وفنون پر موجود ہیں چاہے مخطوطات کی شکل میں یا مطبوع، ان میں سے کوئی ایک بھی کتاب ایسی نہیں جس میں فن حدیث کو ذکر نہ کیا گیا ہو اور موصوف نے ان کتب میں کوثر النبی کا حوالہ نہ دیا ہو کہ میں (عبد العزیز پرہاروی) نے اس کی تمام تفصیل اپنی کتاب کوثر النبی میں بیان کر دی ہے۔

مصطلحات میں ہر اصطلاح کا آغاز فصل سے کرتے ہیں، ابتدا میں تعریف، مثال اور آخر میں کبھی اختلاف ائمہ یا بعض مقامات پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں، البتہ علوم الحدیث کی کسی دوسری نوع کا آغاز کرنا ہو تو اسے باب سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے باب مختلف الحدیث، باب فی فن معرفۃ موضوعات وغیرہ۔ جب بھی علوم الحدیث کی کسی نوع کا آغاز کرتے ہیں اس فن کے متعلق لکھی گئی چند کتب کا تعارف بھی کرواتے ہیں جیسا اسماء الرجال کی بحث میں 12 کتب کا تعارف ذکر کیا ہے۔ جب کبھی اختلاف ائمہ فقہ ذکر کرتے ہیں تو وہاں احناف کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں، مخالفین کے دلائل کے جوابات دیتے ہیں، احناف کی وجوہ ترجیح کا ذکر کرتے ہیں بلکہ بعض مقامات پر فقہ حنفی پر ہونے والے اعتراض کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ ترک حدیث والے اعتراض پر کوثر النبی ص 88 میں علامہ پرہاروی نے احناف کی سات دلیلیں پیش کر کے اصحاب الحدیث ثابت کیا ہے۔

علامہ پرہاروی کبھی کسی محدث کی رائے ذکر کرتے ہیں اور اسی پر اعتماد ظاہر فرماتے ہیں جیسا کہ جرح وتعدیل کے باب میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی راوی کے متعلق معدّلین کی کثرت اور جارحین کی تعداد کم تو ایسی صورت میں تعدیل مقدم ہو گی یا جرح؟ تو آپ اس مقام پر شارح مشکوۃ علامہ حسین بن محمد طیبی کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اصح یہ ہے کہ تعدیل مقدم ہو گی۔[13]

متقدمین کی رائے پر علامہ پرہاروی کی تنقید

کبھی متقدمین کی رائے پر تنقید کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہیں جیسا کہ طبقات صحابہ کی بحث میں صحابی کی تعریف میں حضرت سیدنا سعید بن مسیب کا قول کرتے ہیں کہ: صحابی وہ ہوتا ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سال قیام کیا ہو یا اس نے غزوہ میں شرکت کی ہو۔ اس کے بعد علامہ پرہاروی فرماتے ہیں کہ اصح اور مختار مذہب کے مطابق یہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی صحبت حالتِ ایمان میں پائی، اگرچہ لمحہ بھر ایک ساعت ہو وہ صحابی ہے۔ اس میں طول مجلس یا دائمی صحبت یا غزوہ کی قید لگانا درست نہیں ہے ورنہ تو حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحابی کا عدمِ صحابی ہونا لازم آئے گا جو کہ خلافِ اجماع بات ہے۔ مزید اس پر آپ دلیل یہ دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد "طوبی لمن رٰانی وآمنَ بی" میں کوئی قید نہیں بلکہ مطلق فرمایا ہے اور بعض کا رویت کی قید لگانا بھی بے معنیٰ ہے کیونکہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے پر اجماع ہے۔[14]

انواع علوم الحدیث کا بیان

علامہ عبد العزیز پرہاروی کی کتاب "الیاقوت" جس پر ڈاکٹر شریف سیالوی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے موصوف اپنے مقالہ کے صفحہ 210 پر علامہ پرہاروی کی علم حدیث پر گفتگو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فنونہا تبلغ مائۃ کما قال النووي رحمه الله تعالی[15]

علم حدیث کے فنون کی تعداد 100 تک پہنچتی ہے جیسا کہ امام نووی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اسی طرح کا قول امام جلال الدین شافعی سیوطی نے بھی تدریب الراوی میں امام ابو بکر حازمی صاحب "العجالۃ" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: علم الحدیث کی بہت ساری انواع ہیں جن کی تعداد لگ بھگ 100 تک پہنچتی ہے اور ان میں سے ہر نوع باقاعدہ ایک مستقل علم ہے۔ اگر طالب علم صرف ایک علم کو حاصل کرنے میں اپنی زندگی صرف کر دے تب بھی وہ اس علم کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا اور مزید امام سیوطی فرماتے ہیں: علامہ بلقینی نے "محاسن الاصطلاح" میں مزید 5 انواع کا اضافہ کیا۔[16] "الیاقوت" میں علامہ عبد العزیز پرہاروی نے علم الحدیث پر کلام کرتے ہوئے صرف 9 انواع کو ذکر کیا ہے جبکہ کوثر النبی میں علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ نے 70 سے زیادہ علوم الحدیث کی انواع کو بیان کیا ہے۔

کوثر النبی کے مباحث حدیث

علامہ عبد العزیز پرہاروی کوثر النبی میں علوم الحدیث کی مختلف انواع کو زیر بحث لائے ہیں۔ چند ایک حسب ذیل ہیں:

مصطلحات حدیث

علامہ پرہاروی نے کوثر النبی کے جز اوّل میں 70 سے زائد مصطلحات حدیث کو بیان کیا ہے جن میں سے مشہور اصطلاحات یہ ہیں: حدیث، سنت، متن، سند، متواتر، مشہور، عزیز، غریب، صحیح، حسن، ضعیف، موضوع، مرفوع، مقطوع، موقوف، مسند، متصل، معلق، مرسل، معضل، منقطع، مضطرب، مقلوب، مصحف، مدرج، تدلیس، شاذ و محفوظ، منکر و معروف، معلل، تطبیق، ناسخ و منسوخ، ترجیح۔

علامہ پرہاروی نے بعض اصطلاحات میں صرف تعریف نقل کی جیسا کہ مطبوع جز کے ص 16 پر خبر عزیز کی صرف تعریف ذکر کی، امثلہ و مسائل بیان نہیں کئے۔ اسی طرح بعض اوقات کسی اصطلاح کی تعریف میں اختلاف ائمہ ہوتا ہے وہاں ان سب تعریفات کو ذکر کر کے اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہیں جیسا حدیث حسن کی تعریف میں سات اقوال نقل کرتے ہیں پھر ہر تعریف میں نقد فرماتے ہیں ائمہ کی آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔ علامہ پرہاروی کبھی تعریف ذکر کرنے کے بعد کوئی ضابطہ یا اصول بیان کر دیتے ہیں جیسے حدیث ضعیف کی تعریف کے بعد فرماتے ہیں کہ حدیث ضعیف کے راوی پر واجب ہے کہ وہ "قال رسول اللہ ﷺ" یا فعل کذا" نہ کہے یعنی صریح نسبت نہ کرے بلکہ صیغہ تمریض کے ساتھ نسبت کرے یعنی یوں کہے "حکی عنہ یا روی عنہ یا یقال عنہ وغیرہ۔[17]

فنِ جرح و تعدیل

علامہ عبد العزیز پرہاروی نے علم جرح و تعدیل کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی جرح و تعدیل کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ علوم الحدیث میں فنِ جرح و تعدیل انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اسی کی بدولت اخبار کی صحت اور حسن و ضعف کا پتہ چلتا ہے۔[18] آپ نے ابتدا میں مقصدِ جرح و تعدیل، جرح و تعدیل میں احتیاط، جرح و تعدیل کی مشروعیت، ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال، اسباب جرح، متشددین جارح، جرح و تعدیل قبول کرنے کی شرائط، جرح و تعدیل میں تعارض کی صورت میں تقدیم، جرح میں تعصب نا قابل قبول، راوی میں ضبط و عدالت کے معرفت کے طریقے، ثقہ راویوں میں حافظہ کے تغیر کے اسباب کے علاوہ بھی کئی اہم امور پر گفتگو فرمائی ہے جن میں سے چند ایک پہلو بیان کیے جاتے ہیں۔

جرح و تعدیل میں احتیاط

علامہ عبد العزیز پرہاروی فرماتے ہیں کہ علم جرح و تعدیل آسان نہیں ہے حق بات کو بیان کرنا ضروری ہے۔ جرح و تعدیل میں تنقیح کرنا چھان پھٹک کرنا یہ ضروری ہے اس میں حدیث اور راوی دونوں چیزیں نہایت اہمیت کی حامل ہیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث

رسول میں کذب کا قول کر دیا جائے اور کسی نیک شخص پر ناحق کوئی تہمت لگ جائے جو ہمیشہ اس کے لئے داغ رہے، لہٰذا کسی کی جرح یا تعدیل کرنے میں خوب احتیاط کرنی ہوگی۔ چنانچہ علامہ پرہاروی لکھتے ہیں:

یجب ایثارالحق والتنقیح فی الجرح والتعدیل فالاول یخاف منه اثبات الکذب فی الحدیث والثانی تحتمل قذف صالح بغیر حق مادام فی الدنیا[19]

حق بات بیان کرنا اور راویوں کے بارے میں تحقیق میں احتیاط کرنا دونوں ضروری ہیں۔ حق کہنے میں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں جھوٹی حدیث ثابت نہ ہو جائے، اور تحقیق میں احتیاط نہ کرنے میں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں کسی نیک آدمی پر بلاوجہ الزام نہ لگ جائے۔ جب تک انسان زندہ رہے ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

جرح میں مبالغہ کرنے والے محدثین

جرح میں بعض ائمہ حدیث متشدد تھے۔ ابو حاتم، ابن حبان، یحیٰ بن معین، یحیٰ بن سعید قطان اور امام نسائی کے نام معروف ہیں۔ جس جرح میں یہ حضرات منفرد ہوتے ہیں ائمہ جرح وتعدیل اس میں تفکر فرماتے ہیں، بعض جارحین ایسے ہوتے ہیں کہ وہ جرح کرنے میں معروف ہوتے ہیں اس میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ علامہ پرہاروی نے اس ضمن میں ابو الفتح ازدی کی مثال پیش کی ہے۔[20] راقم کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابو الفتح محمد بن حسین بن یزید ازدی موصلی ائمہ کے نزدیک خود مجروح ہے، جرح کرنے میں موصوف متشدد تھے بلا تنقیح بھی جرح کر دیتے تھے، کئی معتمد ائمہ پر انہوں نے جرح کی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں اس کی تضعیف کی اور ان کی آراء کو جمہور کے مقابل قبول نہیں کیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی احمد بن شعیب حبطی بصری کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ ثقہ و معتبر ہیں جبکہ ان کے بارے میں ازدی کا یہ قول ہے کہ وہ منکر الحدیث و ناپسندیدہ ہے، نا قابل قبول ہے بلکہ یہ موصوف خود "غیر مرضی" یعنی ناپسندیدہ ہے۔[21] اسی طرح علامہ پرہاروی امام بخاری کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام بخاری شدید جارح نہیں تھے بلکہ زیادہ سے زیادہ کسی ساقط راوی کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے "فیه نظر او لین"۔[22] راقم کی رائے میں محدثین نے امام بخاری کو شدید جرح کرنے والوں میں بھی شمار کیا ہے جیسا کہ علامہ عبد الحئی لکھنوی جرح میں شدت کرنے والے ائمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان کل طبقه من نقادالرجال لاتخلومن متشددومتوسط،ومن الرابعة ابوحاتم والبخاری، وابو حاتم اشد من البخاری[23]

ہر دور میں راوۃ پر جرح و تعدیل کرنے والے ناقدین کے طبقے میں بعض سخت گیر اور بعض میانہ روی اختیار کرنے والے موجود رہے ہیں۔ چوتھی صدی کے ناقدین میں ابو حاتم اور امام بخاری شامل ہیں۔ ان دونوں میں ابو حاتم، بخاری کے مقابلے میں زیادہ سخت گیر تھے۔

ایک اور مقام پر علامہ لکھنوی فرماتے ہیں کہ کثرت سے راویان کے متعلق امام بخاری منکر الحدیث، سکتوا عنہ، فیہ نظر کہتے کبھی کبھار کذاب یا واضع الحدیث بھی کہہ دیتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کی امام بخاری سے متعلق رائے ائمہ جرح و تعدیل کی رائے سے مختلف ہے۔[24]

اسبابِ جرح

علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں جس ترتیب سے اسباب طعن لکھے ہیں ان میں طعن و ضعف کی زیادتی بھی اسی ترتیب سے ہے جبکہ علامہ پرہاروی نے اسے مطلقاً بیان کیا ہے۔ اسبابِ جرح میں علامہ پرہاروی کی ترتیب یہ ہے: کذب، متہم بالکذب، فحش

غلط یا کثرت غلط، فحش غفلت، فسق، وہم، مخالفت ثقات، جہالت، بدعت، سوء حفظ۔ جبکہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تقسیم عدالت و ضبط کے اعتبار سے کی ہے۔ اکثر ائمہ انہی دس کو بیان کرتے ہیں۔ جبکہ علامہ پرہاروی نے نہ صرف کچھ اسباب کا اضافہ کیا بلکہ بعض میں متقدمین کے برعکس موقف اختیار کیا۔ ذیل میں چند ایسے اسباب ذکر کیے جاتے ہیں جن میں علامہ موصوف جداگانہ نقطہ نظر رکھتے ہیں:

- **کثرت ارسال حدیث:** جیسا راوی کا معاصر کے علاوہ کسی اور سے روایت کرنا اس طرح کہ سماع کا وہم ہو یا معاصر تو ہو مگر ملاقات ثابت نہ ہو، علامہ پرہاروی لکھتے ہیں:

والمحققون على خلافه بل ذهب بعض الحنفية الى ان الارسال اقوى من الوصل لانه دليل اذعان الراوى بثبوته[25]

محققین کی رائے اس کے برخلاف ہے، بلکہ بعض حنفی علماء تو یہاں تک کہتے ہیں کہ مُرسَل روایت متصل روایت سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ راوی (تابعی) اس حدیث کے ثابت ہونے پر مکمل اعتماد رکھتا ہے۔

- **تدلیس:** علامہ پرہاروی تدلیس کے اسبابِ طعن میں سے ہونے کی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

من المطاعن التدليس ولا يبعد ان يكون حقا لكن الجمهور على خلافه وقد نسب التدليس الى كثير من الاعلام كالسفيانين ومن جلالتهما قيل لولا السفيانان لذهب علم الحجاز[26]

راوی پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں، ان میں سے ایک تدلیس بھی ہے، اور یہ بات بعید نہیں کہ تدلیس واقعی قابل اعتراض ہو، لیکن جمہور علماء کی رائے اس کے خلاف ہے۔ بہت سے بڑے بڑے محدثین پر تدلیس کا الزام لگایا گیا ہے، جیسے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ، اور ان دونوں کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ کہا جاتا ہے: اگر یہ دونوں سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہو جاتا۔

- **راوی کا توریہ کرتے ہوئے اپنے نام کو مبہم رکھنا:** اس سبب کے متعلق علامہ پرہاروی کا یہی مؤقف ہے کہ یہ جرح کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ سیدنا سفیان ثوری اور امام محمد بن حسن جیسی عظیم ہستیوں نے اس عمل کو اختیار کیا ہے اور ان کی ثقاہت، جلالت علمی، فقاہت اور عدالت کسی سے مخفی نہیں اور نام کنایہ میں رکھنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں یا تو راوی کو طعن سے بچانا مقصود ہے یا طعن کرنے والے کو بچانا مقصد ہے ورنہ وہ ثقہ آدمی پر طعن کرے گا یا اس کی وجہ اس راوی کا کمزور روایات کو قبول کرنا ہے یا اس راوی کا کم سن شخص سے روایت لینا بھی ہو سکتا ہے۔[27]

- **مزاح:** علامہ پرہاروی کے نزدیک یہ مطلقاً سبب جرح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ عمل نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہے۔ آپ نے بطور دلیل حضرت نعیمان اور سویبط بن حرملۃ کا واقعہ نقل کیا جب اس واقعہ کا نبی کریم ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ ایک سال تک مسکراتے رہے۔[28]

تعارض حدیث میں وجوہ ترجیح

احادیث کریمہ میں حقیقت میں کوئی تعارض یا تضاد نہیں ہے، بظاہر نظر آنے والے تعارض کو رفع کرنے میں ائمہ حدیث نے مختلف اعتبارات سے حل پیش کئے ہیں جنہیں وجوہ ترجیح کہا جاتا ہے۔ وجوہ ترجیح کئی اعتبار سے محدثین نے بیان کئے ہیں۔ راوی، روایت، کیفیت، سند، متن امر داخلی و خارجی اعتبار سے اس کی وجوہات بیان کی گئی ہیں ان کی تعداد محدثین نے پچاس، نو اسی اور حافظ زین الدین عراقی اور امام سیوطی نے اس کی تعداد ایک سو دس تک ذکر کی ہے، جبکہ علامہ عبد العزیز پرہاروی نے کوثر النبی میں کم و بیش اٹھاون وجوہ ترجیح بیان فرمائی ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

- راوی کا اپنے شیخ کی صحبت میں زیادہ وقت گزارنا۔ جیسا کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک "نبی پاک ﷺ نے نحر کے دن مکہ میں نماز ظہر ادا فرمائی" بربنائے صحبت اس حدیث کو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ترجیح حاصل ہو گی۔ ان کی حدیث یہ ہے کہ "نبی پاک ﷺ منیٰ سے لوٹے اور وہاں نماز ادا فرمائی۔"
- راوی کا براہ راست اس معاملہ میں شریک ہونا: جیسا کہ حضرت ابورافع کے اس قول "نبی پاک ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے محلل ہونے کی حالت میں نکاح فرمایا" کو حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول "نبی پاک ﷺ نے حالت احرام میں نکاح فرمایا"[29] پر ترجیح دی جائے گی کیونکہ حضرت ابورافع ان دونوں حضرات کے سفیر تھے۔[30]

فقہ الحدیث

علامہ عبد العزیز پرہاروی اپنی کتاب کوثر النبی ﷺ میں فقہ الحدیث کو بیان کرنے میں یہ اسلوب اپنایا ہے کہ پہلے اس فن کی تعریف کو ذکر کرتے ہیں پھر اس موضوع پر لکھی گئی چند کتب کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابو سلیمان احمد بن محمد الخطابی کی معالم السنن، علامہ ابو عمر بن عبد البرّ القرطبی کی "التمهيد لما في المؤطّا من المعاني والاسانيد في حديث رسول الله ، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی کی "المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج"، اور امام شرف الدین الحسین بن عبد اللہ الطیبی کی کتاب "الكاشف عن حقائق السنن" کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

فقہ الحدیث کی تعریف

هومايذكرفيه الاحكام الشرعية المستنبطة[31]

فقہ الحدیث وہ فن ہے جس میں (حدیث سے) مستنبط کئے گئے احکام شرعیہ کا ذکر کیا جائے۔

علامہ پرہاروی نے فقہ الحدیث کی کئی امثلہ پیش کی ہیں جن میں سے ایک مثال یہ پیش کی کہ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں آپ کے پاس حاضر ہوئی ہوں تاکہ میں اپنی ذات کو آپ کیلئے ہبہ کروں تو نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر سر کو جھکالیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ کو حاجت نہیں تو میرا اس سے نکاح کروادیں، فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ عرض کیا: واللہ نہیں! فرمایا دیکھ لو کہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی ہو، عرض کیا کہ واللہ کچھ نہیں لیکن میری یہ چادر ہے تو فرمایا تم اس کو کس کام لاؤ گے اگر تم خود اوڑھو گے تو اس پر کچھ نہیں آئے گا اور اگر اس کو اوڑھاؤ گے تو تم پر کچھ نہیں آئے گا، پھر فرمایا کہ تمہیں کتنا قرآن یاد ہے عرض کیا فلاں فلاں سورۃ یاد ہے، فرمایا جاؤ جتنا تمہیں قرآن یاد ہے اس کے بدلے تم اس عورت کے مالک ہوگئے۔[32] اس روایت سے علامہ پرہاروی نے متعدد مسائل کا استخراج فرمایا جو ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

1. لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔
2. جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اس اجنبیہ عورت کے محاسن کی طرف دیکھنا جائز ہے۔
3. کچھ مہر جلدی ادا کرنا مستحب ہے۔
4. قسم کے مطالبہ کے بغیر قسم دینا جائز ہے۔
5. زوجین میں مؤاسات کا ہونا مستحب ہے، جیسے کہ زوجین میں سے کسی ایک کا کپڑا ہو اور اس کو دوسرا استعمال کرے۔
6. عورت کی رضامندی کے سبب فضولی کا نکاح کرانا جائز ہے۔

7. مہر معین ذکر کئے بغیر نکاح جائز ہے۔
8. التجاء والتماس کی طرز میں اشارہ پر کفایت کرلینا مستحب ہے۔

فن معرفتِ موضوعات

علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے کوثرالنبی کے حصہ دوم سے حصہ پنجم تک اسی موضوع پر گفتگو کی ہے۔ آپ نے کتاب میں حروف تہجی کی ترتیب سے ہر حرف کے متعلق وارد ہونے والی احادیث کے متعلق تحکیم کی ہے احادیث صحیحہ، مشہورہ اور موضوعہ کی نشاندہی کی ہے۔ اکثر حدیث کے متعلق ائمہ حدیث کی آراء ذکر کرتے ہیں کبھی اپنی رائے کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ کل موضوعات جس کے متعلق احادیث کو زیر بحث لائے ہیں ان کی تعداد تقریباً 353 ہے، حرف الف کے موضوعات میں سے لفظ "آل" کے متعلق 51 احادیث بیان کرکے تحکیم کی اسی طرح آخری حرف یاء کے موضوعات میں سے لفظ "یوسف" کے متعلق 4 احادیث بیان کی ہیں۔ اس کتاب کے دیگر اہم عناوین یہ ہیں: اسباب وضع، وضع کے مختلف طرق، مقبول راوی کے وضع کرنے پر عدم مواخذہ کی صورتیں، معرفت احادیث موضوعہ، ابن قیم کے ذکر کردہ قواعد وعلامات، اصولیوں کے نزدیک وجوہِ طعن، موضوع احادیث پر مشتمل کتب کی نشاندہی، جھوٹے راویان کے متعلق نقد پرہاروی، اسباب ورود حدیث۔ مذکورہ بالا امور کی چند امثلہ کا ذکر حسب ذیل ہیں:

موضوع کی معرفت کا سبب

علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے موضوع کی معرفت کا اصل سبب اور بنیادی وجہ اس حدیث متواتر کو قرار دیا ہے:

من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار۔[33]

جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اس حدیث کو عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہے، علامہ ابن جوزی کے بقول "مجھے اس حدیث پاک کے علاوہ کوئی ایسی حدیث پاک نہیں ملی کہ جس کو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے روایت کیا ہو "[34] بقول علامہ موصوف اس فن کی معرفت وجان کاری اس لئے ضروری ہے کہ من گھڑت احادیث کو بیان کرنے اور عمدہ باتوں کو بری باتوں کے ساتھ ملانے کی اتنی کثرت ہوگئی کہ علمائے مفسرین اور علمائے اہل سنت کے ہاں حق بات ہی پس پردہ چلی گئی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رواۃ حدیث جن کے ثقہ ہونے پر محدثین نے اجماع کیا ان کو علماء نے اپنی کتب میں کذاب کے ساتھ موسوم کیا اور وہ احادیث جن کے صحیح ہونے پر ائمہ کرام نے حکم بیان کیا ان میں صحیح وحسن وغیرہ کا اعتبار کیے بغیر ان پر حکم وضع کر دیا گیا، گویا کہ وضع کی کثرت کی وجہ سے اصل بات (حدیث) کو پہچاننا قدرے مشکل ہو گیا یہ بات حقیقت ہے کہ احادیث اور اخبار میں جھوٹ کی آمیزش کی گئی ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اسبابِ وضع

علامہ پرہاروی فرماتے ہیں کہ مختلف زمانوں میں مختلف لوگوں نے مختلف مقاصد کے پیش نظر احادیث گھڑی ہیں، اس کے کئی ایک مقاصد محدثین نے بیان کیے ہیں، مثلاً لوگوں کو دین سے متنفر کرنا، شریعت میں فساد پیدا کرنا، نبی پاک ﷺ کی طرف برے الفاظ و معانی کی نسبت کرنا وغیرہ۔ اس کے متعلق علامہ پرہاروی نے چار افراد (نوح بن ابی مریم، احمد بن محمد بن غالب، احمد بن محمد الفقیہ المروزی، سلیمان بن عمر والنخعی) کی مثالیں پیش کی ہیں جو بظاہر تو نیک تھے لیکن احادیث بیان کرنے میں ان سے خطا ہوگئی اور انہوں نے نبی پاک ﷺ پر جھوٹی احادیث بیان کرنا شروع کر دیں۔[35] علامہ پرہاروی نے وضع حدیث کے پانچ اسباب بیان کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- بعض نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ اعمال کا دارومدار تو نیت پر ہوتا ہے فقہ، زہد و تقویٰ، اصلاح نفس کے طور پر من گھڑت

احادیث بیان کیں۔

- بعض نے محض اپنے باطل مذہب کی اشاعت و ترویج کی خاطر احادیث ایجاد کیں، جیسا کہ بعض شوافع واحناف نے ائمہ کی مدح وذم میں جھوٹی احادیث وضع کیں۔
- بعض نے شہرت حاصل کرنے کیلئے ایسی عجیب و غریب احادیث گھڑیں کہ ان سے پہلے کسی نے بیان ہی نہیں کیں۔
- کچھ واضعین نے اس طرح سے احادیث گھڑیں کہ اپنے اکابر کی رائے کے موافق باتوں کو احادیث بنا کر پیش کر دیا تا کہ ان اکابر کا قرب حاصل ہو جائے۔
- ذاتی مال بیچنے کے لیے یا تھوڑا سا نفع حاصل کرنے کے لیے کچھ افراد نے احادیث گھڑ ڈالیں۔

مقبول راوی کے وضع کرنے پر عدم مواخذہ کی صورتیں

علامہ پرہاروی نے بعض صورتیں وہ بھی بیان کیں جن میں واضع پر مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات سچے راوی کو وہم ہو جاتا ہے تو وہ حدیث میں کذب بیانی کر ڈالتا ہے لیکن وہ جان بوجھ کر نہیں کرتا اس کی چند صورتیں بنتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- روایت بالمعنی کرتے ہوئے کسی لفظ کو مترادف سمجھ کر بیان کرنا جبکہ وہ مترادف نہ ہو۔
- محدث دوران روایت اپنی جانب سے اضافہ کرے لوگ اسے حدیث سمجھیں۔
- حدیث بیان کرنے والا وقت زیادہ گزرنے کی وجہ سے حدیث کا کچھ حصہ بھول جاتا ہے تو ایسا لفظ روایت کر دیتا ہے جو واقعہ کے مطابق نہیں ہوتا یا اس کو وہ اصل بات ہی بھول جاتی ہے جو کہ خبر بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔
- نبی پاک ﷺ نے کسی اور کا کلام حکایت کیا ہو تو سامع اس کو بھی نبی پاک ﷺ کا کلام سمجھ لیتا ہے۔
- وہ حدیث خاص کسی سبب میں ہوتی ہے جس کا راوی کو علم نہیں ہوتا، تو راوی اس کو حکم عام میں ہی بیان کر دیتا ہے۔
- اس حدیث کا راوی حدیث کے متعلقہ معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لیتا ہے پھر اسی مفہوم کے مطابق ہی روایت کر دیتا ہے جو مفہوم اس نے سمجھا ہوتا ہے۔[36]

موضوع حدیث پہچاننے کے طریقے

علامہ پرہاروی نے کوثر النبی میں موضوع حدیث کی پہچان کیلئے تقریباً نو قواعد و علامات ذکر کی ہیں۔ ان قواعد کے ساتھ امثلہ کا ربط بھی بیان کیا، اس کے ساتھ علامہ پرہاروی نے ابن قیم جوزی کے قواعد و علامات کا تقابلی جائزہ کرتے ہوئے امثلہ کے ساتھ اس کی وضاحت کی ہے۔ علامہ پرہاروی نے مندرجہ ذیل اصول ذکر کئے جن کی روشنی میں موضوع کی معرفت ہو سکتی ہے:

- واضع خود اس بات کا اقرار کر لے کہ اس نے یہ حدیث گھڑی ہے۔
- وہ روایت کتاب اللہ کے خلاف ہو یا وہ کسی حدیث متواتر کے خلاف ہو۔
- وہ حدیث واقعہ کے مطابق نہ ہو۔
- وہ حدیث جس کے معنیٰ برے یا غیر مناسب ہوں۔
- اس حدیث کے متن یا سند میں ایسی علت قادحہ ہو جس کو ماہر محدثین پہچانتے ہوں۔
- چھوٹے کاموں پر بڑے اجر و ثواب و وعیدات والی ایسی احادیث کہ اس طرح کی احادیث صحاح میں موجود ہی نہ ہوں۔
- وہ حدیث شاذ ہو حالانکہ اس کا مضمون اس بات کا متقاضی ہو کہ وہ مشہور ہو۔

- اطباء کے کلام کے مثل باتوں کو حدیث بنادینا۔
- حدیث کاراوی خود ہی اس بات کا انکار کر دے کہ اس نے یہ حدیث روایت کی ہے۔
- ایسی باتیں کہ جو فی نفسہٖ باطل ہوں ان کو حدیث بنادینا یہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ شارع کا کلام نہیں ہے۔
- وہ حدیث کلام انبیاء کے مثل ہی نہ ہو بلکہ صحابہ کے کلام کے مشابہ ہو۔
- اس حدیث کے بطلان پر صحیح شواہد قائم ہو جائیں۔[37]

اختصار الحدیث

علامہ عبد العزیز پرہاروی سب سے پہلے اختصار کی تعریف کرتے ہیں پھر اس کے متعلق 4 اقوال جواز و عدم جواز کے بارے میں نقل کرنے کے بعد علامہ پرہاروی "اقولُ" کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ کتب کی ورق گردانی اور محدث فقہاء کی کتب کے تتبع سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اختصار الحدیث کے جواز پر اجماع ہے، فقہاء محدثین بقدر ضرورت متن حدیث کا بعض جز ذکر کرتے ہیں لہٰذا حدیث میں اختصار کرنا جائز ہے۔ صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر اس کی امثلہ موجود ہیں۔[38]

فن اسماء الرجال

علم اسماء الرجال ایک ایسا فن ہے جس میں محدثین نے راویان حدیث کے جمیع احوال یعنی ولادت، تعلیم و تعلم، اساتذہ و مشائخ، تلامذہ و معاصرین، اسفار علمیہ، درس و تدریس اور وفات کو بیان کیا ہے۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی فرماتے ہیں کہ جب سے سند کا سلسلہ شروع ہوا ہے تب سے اسماء الرجال پر مختلف ادوار میں ائمہ کرام نے کتابیں لکھی اور بعض کتب ایسی ہیں جن میں نام، کنیت، لقب اور نسبت کا التزام کئے بغیر راویان کے احوال کو اس میں جمع کر دیا گیا ہے اس طرز پر بہت ساری کتابیں لکھی جا چکی ہیں، علامہ عبد العزیز پرہاروی فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری کی "طبقات ابن سعد"، حافظ ابو خیثمہ کی "تاریخ ابی خیثمہ" (اسے تاریخ طرابلسی بھی کہا جاتا ہے)، امام محمد بن اسماعیل بخاری کی "تاریخ کبیر"، کتاب الضعفاء اور علامہ ابن ابی حاتم کی "جرح و تعدیل"، یہ تمام وہ کتب ہیں جن کے اندر بغیر کسی قید کے راویان حدیث کے احوال کو جمع کیا گیا ہے۔ بعض وہ کتب ہیں جن میں ائمہ حدیث نے صرف ثقہ و معتمد راویان کے احوال کو جمع کیا جیسا کہ علامہ ابو حسن احمد بن عبد اللہ عجلی کوفی کی کتاب "الجرح والتعدیل" (اسے کتاب الثقات بھی کہا جاتا ہے)، علامہ ابو حاتم ابن حبان، علامہ ابن شاہین نے "کتاب الثقات" کے نام سے اسی موضوع پر کتب لکھیں اور اسی طرح وہ ائمہ حدیث جنہوں نے صرف مجروحین کے احوال کو جمع کیا ان کتب میں علامہ ابو احمد عبد اللہ ابن عدی کی کتاب الکامل فی الضعفاء اور علامہ محمد طاہر بن علی پٹنی ہندی کی کتاب "تذکرۃ الموضوعات" قابل ذکر ہیں۔ کوثر النبی کے آخر میں مجروحین اور ضعفاء راویوں کے متعلق علامہ پرہاروی نے حروف تہجی کے اعتبار سے تحکیم بیان کی ہے جو مخطوط میسر ہے۔ وہ نامکمل ہے حرف عین تک کے راویان پر حکم بیان کیا ہے جس میں مجروح رواۃ کی تعداد تقریباً 837 ہے۔ حرف الف سے 226 مجروح رواۃ کا ذکر کیا ہے۔ علامہ پرہاروی نے مجروح رواۃ کی بحث و حکم علامہ محمد طاہر پٹنی کی کتاب "تذکرۃ الموضوعات" سے ملخص کر کے لکھا ہے۔[39]

کوثر النبی کے ماخذ

علامہ پرہاروی کی اس کتاب کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے پیش نظر سینکڑوں کتب حدیث تھیں، آپ نے اس کتاب میں متقدمین کی کتب حدیث سے استفادہ کیا، مصطلحات حدیث کی مباحث میں حافظ عثمان ابن صلاح، شیخ ابن حجر عسقلانی اور امام

حسین بن محمد طیبی کی کتب سے علامہ پرہاروی نے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی نے احادیث جن کتب سے نقل فرمائیں ان میں سے سب سے زیادہ صحاح ستہ، پھر مسند امام احمد بن حنبل، پھر امام طبرانی کی معاجم، پھر امام بیہقی کی شعب الایمان اور دیلمی کی الفردوس سے استفادہ کیا ان کے علاوہ بھی سنن، مسانید اور شروحات حدیث پر مشتمل بیسیوں کتب حدیث سے استفادہ کیا۔

حاصل بحث

علامہ عبد العزیز پرہاروی تیرہویں صدی کے عظیم محدث، مفسر، فقیہ، مناظر اور متکلم تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ پر مہارت تامہ رکھتے، انہیں علم الکلام میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ معاصرین و متاخرین نے ان پر اعتماد کیا ہے۔ فن علوم الحدیث پر ان کی تالیف کوثر النبی ایک جامع، سہل اور معتمد کتاب ہے جو علم الحدیث کی اکثر انواع کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کتاب کا اسلوب نہایت سادہ ہے۔ اگرچہ کتاب میں کئی اہم انواع پر گفتگو کی گئی ہے تاہم اس مقالہ میں مصطلحات حدیث، جرح و تعدیل، فقہ الحدیث، فن معرفتِ موضوعات، اختصار الحدیث اور فن اسماء الرجال کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ راقم کے مطابق برصغیر میں علوم الحدیث پر ان سے قبل ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔ علامہ پرہاروی نے متقدمین ائمہ حدیث سے اختلاف بھی کیا ہے اور اپنے نقطہ نظر کو دلائل سے ثابت بھی کیا ہے۔ متعدد مقامات پر علم الحدیث کی مباحث کو علوم عقلیہ کے تناظر میں بھی بیان کرتے ہیں۔ آپ نے برصغیر میں علم الحدیث سے بے اعتنائی کرنے والے علماء سے نظم و نثر میں شکوہ کیا ہے۔ ان نتائج سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ عبد العزیز پرہاروی علم الحدیث میں ایک منفرد و نمایاں مقام رکھتے تھے۔

حوالہ جات و حواشی

1 پرہاروی، عبد العزیز، **کوثر النبی**، (ملتان: مکتبہ امدادیہ، سن اشاعت ندارد)، ص 169۔

2 پرہاروی، عبد العزیز، **التمییز**، مترجم: عبد الواحد کبیری، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2022ء)، ص 204۔

3 گولڑوی، غلام علی، **الیو اقیت المهریه**، (چشتیاں: مکتبہ مہریہ، 1965ء)، ص 151۔

4 شرف قادری، عبد الحکیم، **تذکرہ اکابر اہل سنت**، (لاہور: شبیر برادر، 1996ء)، ص 231۔

5 شفقت اللہ، ڈاکٹر، **السلسبیل فی تفسیرالتنزیل دراسة وتحقیق**، (لاہور: جامعہ پنجاب، مقالہ دکتوراۃ)، ص 100۔

6 برخوردار، مولانا محمد، **حاشیہ نبراس**، (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، سن ندارد)، ص 3۔

7 پرہاروی، **کوثر النبی**، ص 1۔

8 ایضاً، ص 2۔

9 ایضاً۔

10 متین کاشمیری، **علامہ عبد العزیز پرہاروی کے احوال و آثار**، (لاہور: مجلس خدام الاسلام، 1413ھ)، ص 48۔

11 پرہاروی، **کوثر النبی**، غیر مطبوعہ، 5/99۔

12 پرہاروی، **کوثر النبی**، غیر مطبوعہ، 2/30۔

13 ایضاً، ص 165۔

14 ایضاً، ص 122۔

15 پرہاروی، عبد العزیز، **الیاقوت**: بہ تحقیق ڈاکٹر شریف سیالوی، ص 210۔

16 السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، **تدریب الراوی**، (قاہرۃ: دار ابن الجوزی، 1431ھ)، ص 95۔

17 پرہاروی، **کوثر النبی**، ص35۔

18 پرہاروی، **کوثر النبی**، غیر مطبوعہ، 1/145۔

19 ایضاً، ص154۔

20 ایضاً۔

21 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **تذهيب التهذيب**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2004ء)، 1/32۔

22 پرہاروی، **کوثر النبی**، غیر مطبوعہ، ص149۔

23 عبدالحی لکھنوی، مولانا، **الرفع والتكميل**، (کوئٹہ: مکتبہ معروفیہ، 2013ء)، ص307۔

24 ایضاً، ص399۔

25 پرہاروی، **کوثر النبی**، غیر مطبوعہ، ص149۔

26 ایضاً، ص150۔

27 ایضاً، ص155۔

28 ابو احمد ضیاء، محمد عبداللہ، **الجامع الكامل فی الحديث الصحيح**، (ریاض: دار اسلام، 2016ء)، 5/303۔

29 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحيح**، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، کتاب النکاح، باب نکاح المحرم، رقم الحدیث: 5114۔

30 پرہاروی، **کوثر النبی**، ص84۔

31 ایضاً، ص104۔

32 البخاری، **الجامع الصحيح**، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر، رقم الحدیث: 5087۔

33 ابن ماجۃ، محمد بن یزید القزوینی، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب السنۃ، باب التغليظ فی تعمد الكذب على رسول اللهﷺ، رقم الحدیث: 33۔

34 السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، **تحذير الخواص من اكاذيب القصاص**، (بیروت: المکتب الاسلامی، 1974ء)، ص58۔

35 پرہاروی، **کوثر النبی**، غیر مطبوعہ، 2/119۔

36 ایضاً، 2/10۔

37 ایضاً، 2/14۔

38 ایضاً، ص119۔

39 ایضاً، ص144۔